✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت تربیت
وقت 5-7 منٹ

”بڑے شہروں میں غفلت کے سامان بہت مہیا ہو جاتے ہیں“

(حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ)

اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے:

وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (سورۃ المزمّل:21)

پس اللہ سے بخشش طلب کرو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہِ باری
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

معزز سامعین! آج مجھے ایک اور زاویہ سے توبہ، استغفار، درود شریف کثرت سے پڑھنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ نے ”اہلِ لاہور“ کو ایک جُدا اور انوکھے رنگ میں کیا خوبصورت انداز میں نصیحت فرمائی۔ یہ نصیحت کچھ لوگوں کے بیعت کرنے کے موقع پر فرمائی کہ ”غفلت کی صحبت سے بچتے رہو اور اگر کوئی مجبوری پیش آوے تو استغفار بہت کرتے رہو۔ غالباً اِس واسطے فرمایا کہ **بڑے شہروں میں غفلت کے سامان بہت مہیا ہو جاتے ہیں۔“**

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 221)

حضورؓ کا یہ نصیحت بھرا ارشاد پڑھ کر جہاں مجھے توبہ، استغفار اور رجوع الیٰ اللہ کی طرف توجہ ہوئی وہاں خیال گزرا کہ مَیں ”مشاہدات“ کے اپنے بہن بھائیوں اور چاہنے والوں کو بھی توبہ استغفار کی طرف توجہ دلاؤں کیونکہ دنیا جس بَرق رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے اور شہروں کی آبادی میں جس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ دیہاتوں میں مکین لوگ نقل مکانی کرکے شہروں کا رُخ کر رہے ہیں اور شہروں نے اپنے ارد گرد قصبات، دیہات کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے اور ہزاروں گاؤں، نگر اور چھوٹی چھوٹی آبادیاں شہروں میں ضم ہو کر اُن کا حصّہ بن چکی ہیں یا آئندہ مستقبل قریب میں بننے والی ہیں۔ یورپ اور مغربی دنیا میں سڑکوں اور دیگر سہولتوں کا نظام، اتنا اعلیٰ اور پائیدار ہوتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہ ہم کس وقت گاؤں سے نکل کر شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اِس ناطے دنیا کی آبادی کا بہت سا حصّہ اوپر بیان شدہ ارشاد کا مخاطب ہے اور اُسے توبہ واستغفار کثرت سے کرنا چاہیے۔

سامعین! اب اگر بڑے شہروں، قصبات اور دیہات و گاؤں کے حالاتِ زندگی پر غور کریں تو دیہاتی زندگی بہت سادہ ہوتی ہے۔ فضولیات، وقت کا ضیاع کرنے والی حرکات، غیر اسلامی رسم ورواج، غیر اخلاقی اور بے کار، بے ہودہ، لغو چیزوں کی بہتات نہیں ہوتیں۔ اِس لئے وہاں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی باتیں اور اُن پر عمل اکثر

دِکھائی دیتا ہے ا۔اکثر لوگ سادہ اور مذہبی ہوتے ہیں۔ نمازوں کے لئے مساجد کا رُخ کرتے، عبادات کرتے، استغفار کرتے اور خوفِ خدا کے حامل نظر آتے ہیں۔ مَیں نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ کسان صبح سویرے مساجد میں باجماعت نماز ادا کر کے اپنے اپنے ڈیروں کا رُخ کرتے، ڈیروں تک جاتے بلند آواز سے توبہ استغفار پڑھتے، تسبیحات کرتے، قوالیاں اور نعتیں گنگناتے گزار دیتے تھے۔ اپنے ڈیروں پر بھی نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کی ہوتی جہاں وہ نماز پڑھتے گویا کہ تسبیحات سے وہ فضا معطّر نظر آتی بلکہ ایک جگہ تو امرودوں کے باغ میں پھل کو پرندوں سے محفوظ کرنے کے لئے اللہ اکبر، سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہوتی بھی مَیں نے سُنی ہیں۔ جبکہ اِس کے برعکس شہروں کی زندگی کا اپنا ہی رنگ ہے۔ یہاں اللہ کی عبادات کے لئے مساجد کی کثرت نظر آتی ہے لیکن سیر و تفریح اور فضولیات کے لئے اور بہت سی بکواسیات کے اڈے، سنٹرز اور اسٹیشن موجود ہوتے ہیں۔ انسانی طبیعت چونکہ نیکی کے بجائے بدی اور بُرائی کی طرف زیادہ اور جلد مائل ہوتی ہے اس لئے فحاشی اور فضولیات کے اڈے آباد نظر آتے ہیں بہ نسبت مساجد کے۔ راتوں کو جاگنا اور دنوں کو سونا اکثریت کا معمول بن چکا ہوتا ہے۔ سینما گھر، کلبس اور دوسری تفریحات انسان کو اپنے خالق سے دُور رکھتی ہیں۔ روزی کمانے کے لئے ایک دوڑ لگی ہوئی نظر آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد کم ہی آتی ہے۔ نمازوں کی ادائیگی رہ جاتی ہے یا تاخیر سے ادا ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت اور مطالعہ دینی کتب کی طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ اِسی کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے غفلت کے سامان کا نام دیا ہے۔ ایسی غفلت سے بچنے کی تلقین فرماتے ہوئے استغفار کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ توبہ و استغفار اور اللہ کی یاد، اُس کی تسبیحات انسان کو اللہ سے غفلت سے دُور رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں بہت سے نوجوان بچے اور بچیاں ایسی ہیں جو اپنی دُنیوی مصروفیات میں سے دینِ اسلام و احمدیت کے لئے وقت نکالتی اور خدماتِ دینیہ میں مصروف رہتی ہیں۔ نمازیں وقت پر ادا کرتے ہیں۔ روزانہ تلاوتِ قرآن اور اپنے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔ اِس تربیت و اصلاح میں اسلامی تعلیم میں گُندھے احمدی والدین کے ساتھ ساتھ ہمارے بزرگ خلفاء کا بہت ہاتھ ہے۔ جو اپنی پوری کوشش اور شبانہ روز کی دعاؤں سے اِن بچوں اور بچیوں کو اسلام احمدیت کی طرف راغب رکھتے رہے ہیں اور آج کے دَور میں ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات، خطابات، ملاقاتوں، This week with Huzoor اور دیگر راہوں سے آج کی مادّی دنیا میں احمدی بچوں کو آٹے سے بال نکالنے کی طرح نکال کر اور دُور رکھ کر جہاد فی الخیر میں مصروف رکھ رہے ہیں۔

سامعین! آئیں! اب دیکھتے ہیں کہ غفلت کے بے بہا سامانوں سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کی کیا تعلیم ہے؟ اِس تقریر میں چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ہی کے ایک ارشاد کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار کی اہمیت و برکات پر آپؓ ہی کے ارشادات کو پیش کرتے ہیں۔ آپؓ غفلتوں اور غافلوں کی محفل سے محفوظ رہنے کے لئے استغفار کرنے کی ایک جگہ یوں نصیحت فرماتے ہیں:

"مَیں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اس قدر خونریزی کرتے ہو۔ کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا۔ کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس سے مجھے یہ نکتۂ معرفت ملا کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَیں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو 70 سے 100 دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبت سے بچنا چاہیے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہیے تاکہ دل زنگ آلودہ نہ ہوں۔"

(ارشادات نور جلد 2 صفحہ 387-388)

سامعین! پھر جماعت کو چند وصایا اور نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"عمر کا اعتبار نہیں۔ اگلے سالانہ جلسے تک معلوم نہیں ہم میں سے کون رہے کون نہ رہے اور تم میں سے جو زندہ رہے وہ آئندہ جلسے پر آئیں یا نہ آئیں۔ اس لئے مَیں تمہیں چند باتیں بطور وصیت کے کہنا چاہتا ہوں جو لوگ موجود ہیں توجہ سے سنیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اللہ تعالیٰ کو ذات میں، اسماء میں، صفات میں یکتا جانو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاللّٰہُ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ (سورۃ فاطر:16)۔ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔ دعا، استغفار کثرت سے کرو۔ استغفار سے ہر ایک قسم کی حاجت براری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ نوح میں نوح علیہ السلام کے زبانی فرماتی ہے۔ فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۔ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ۔ وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا (سورۃ نوح:11-13)۔ یعنی استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا اور تمہیں مال اولاد دے گا۔ باغ اُگائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔ جماعت کو چاہیے کہ درود شریف، استغفار اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ رکھیں۔"

(ارشادات نور جلد 2 صفحہ 211-212)

پھر ایک صاحب کا اپنی زوجہ کی نسبت شکوہ تھا اس کے جواب میں عورتوں کی اصلاح پر فرمایا:

"یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جب کسی عورت کے واسطے بہت استغفار، اللہ کے حضور میں کی جاوے تو اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ عورتوں کی کمزوریوں میں رحم کرنا چاہیے کیونکہ ان کو حصولِ علم اور وعظ کے سننے اور تعلیم پانے کے واسطے وہ موقع نہیں جو مردوں کے واسطے ہو سکتا ہے۔ پس وہ کس طرح اپنے علم و عقل میں مردوں کے برابر ہو جاویں۔ مردوں کو پہلے ہی سے یہ امید نہیں باندھ لینی چاہیے کہ عورت ہر امر میں اس کی ہم خیال اور مرضی کے موافق ضرور ہوگی۔"

(ارشادات نور جلد 2 صفحہ 25-26)

رسول کے واسطے استغفار

ایک شخص کا سوال حضورؓ کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت مرزا صاحب تو رسول خدا تھے آیا آپ کے جنازہ میں مغفرت والی دعائیں پڑھی جاویں یا نہ۔ کیونکہ استغفار کے معنے ہیں گزشتہ غلطیوں کے بدنتائج سے حفاظت اور آئندہ کے وقوع وارتکاب سے حفاظت اور یہاں دونوں مفقود۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃُ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا کہ

"جنازہ میں مغفرت کی دعائیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ کسی کا استغفار بہت سے پہلوؤں سے ہوتا ہے کچھ اس کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور کچھ اہل و عیال اور متعلقین اور متبعین کے متعلق ہوتا ہے علاوہ اس کے ہر حصہ میں کامل ہونا تو عبودیت کی شان کے برخلاف ہے کامل طور پر سبوح و قدوس تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے باقی سب کو استغفار کی ضرورت ہے۔"

(ارشادات نور جلد 2 صفحہ 28)

صدقہ و خیرات سے علاج

ایک شخص نے عرض کی کہ میری اولاد کچھ پاگل ہے اور کچھ نالائق ہے۔ فرمایا:

"کچھ خیرات کرو اور دعا کرو اور استغفار کرتے رہا کرو اور ہرگز نہ تھکو۔ اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو۔ خدا اپنے فضل سے سب کام ٹھیک کر دے گا۔ فرمایا۔ ہمّت ہارنا اور ناامید ہونا تو کفر ہے۔ مومن کا کام نہیں کہ کبھی ناامید ہو جاوے۔ بلکہ کوشش کرتا جائے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔"

(ارشادات نور جلد 2 صفحہ 221)

سامعین! دعا سے قبل استغفار پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:

"بعض اوقات دعا کی قبولیت میں انسان کے اپنے گناہ روک ہو جاتے ہیں اور بعض دعا کی قبولیت بجائے ہدایت کے ضلالت اور ابتلا کا باعث ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (سورۃ البقرۃ:27)۔ پس اس کا علاج استغفار مقرر کیا گیا ہے کہ دعا کرنے سے پہلے انسان بہت بہت استغفار کرے۔ انسان غلطی سے پاک نہیں لہٰذا خدا کے حضور التجا کرے کہ یا الٰہی! میرے اعمالِ بد کے نتائج، بد سے تو مجھے محفوظ رکھ اور آئندہ غلطیوں سے میری حفاظت کر۔ یعنی جو غلطیاں مجھ سے پہلے سرزد ہو چکی ہیں ان کے نتائج بد اور سزا سے بچا اور حفاظت میں لے لے اور آئندہ تیری ایسی حفاظت میرے شامل ہو کہ گناہ مجھ سے سرزد ہی نہ ہوں۔ ہر گناہ کا نتیجہ سزا ہوتا ہے اور ابتلا۔ تو ممکن ہے کہ انسان کی دعا یا تو بوجہ اس کے گناہوں کے قبول ہی نہ ہو اور اگر قبول ہو بھی تو ابتلا کے رنگ میں ہو۔ اصطفیٰ اور اجتبیٰ کے رنگ میں نہ ہو۔ **اسی واسطے استغفار کا پڑھنا درد دل اور سوز سے ضروری ہے۔**"

(ارشادات نور جلد اوّل صفحہ 375-376)

دو آسمانی امان کے حوالے سے حضور فرماتے ہیں۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے دو امان نازل ہوئے تھے ایک تو ان میں سے اٹھ گیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود مگر دوسری امان قیامت تک باقی ہے اور وہ استغفار ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورۃ الانفال:34)۔ پس استغفار کرتے رہا کرو کہ پچھلی بُرائیوں کے بدنتائج سے بچے رہو اور آئندہ بدیوں کے ارتکاب سے۔"

(ارشادات نور جلد اوّل صفحہ 69)

مامور تضرّع کا قائم مقام نہیں ہے

فرمایا:

"بعض نادان لوگ مامور کو ولی یا بزرگ جان کر اُسے خدا کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور صرف اس کے تعلق بیعت کو تضرّع کا قائم مقام بنا بیٹھتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ مامور تو اپنی تعلیم دے کر ہر ایک قسم کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے اور وہ تو بار بار یہی کہتا ہے کہ عمل درآمد منظور ہے جس کی نظیر اس وقت کشتی نوح کی تعلیم موجود ہے۔ پس جو لوگ تضرّع کو چھوڑتے ہیں اور حالتوں میں تغیّر نہیں کرتے وہ خدا کے غضب کے نیچے آئے ہیں۔ پس چاہیے کہ تقویٰ کے حقیقی مغز کو حاصل کریں اور اپنی ہر ایک حرکت اور سکون، معاملات، تعلقات اور لین دین، میل ملاپ، عبادات سب کچھ خدا کی مرضی کے موافق بجالاویں تاکہ وہ اس سے محفوظ رکھے اور اس بات پر نازاں نہ ہوں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی ہے۔ اصل منشاء مامور کے آنے کا یہی ہے کہ تم تضرّع کرو۔ پس اگر تم تضرّع میں مصروف نہیں ہو تو تمہارا مامور سے کیا تعلق ہے؟ جبکہ خدا تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ تم تضرّع کرو اس لئے اس امر کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ خود تضرّع کیا شے ہے؟ اس کے معنے یہ ہیں آہ وزاری اور نالہ وبکا کرکے کسی کو اپنے پر مہربان بنالینا یا اسے راضی کرکے موردِ انعام بن جانا یا اس کے عذاب سے محفوظ رہنا۔ جب انسان کسی کے آگے زاری کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ میری گزشتہ خطائیں معاف کی جاویں وہ آئندہ ایسا نہ کرے گا بلکہ حالت میں تغیّر کرکے آقا کی رضامندی کا طالب ہو گا۔ پس خدا تعالیٰ جو تم سے زاری چاہتا ہے اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ تم اپنی حالتوں کو بدلو اور وہ بات اختیار کرو جس سے وہ راضی ہوتا ہے گویا دوسرے الفاظ میں سچی توبہ کے مفہوم کا نام تضرّع ہے۔"

(ارشاداتِ نور جلد اوّل صفحہ 192)

پس استغفار ہر کام کے لئے ہر وقت ضروری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے کام سنور جائیں۔ ہمارے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں اور آئندہ گناہوں سے خلاصی ہو تو استغفار بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق دیتا رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کہ حیاتِ طیبہ کے مطالعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ زندگی کے ہر پہلو میں گناہوں سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل کرنے کے لئے کثرت سے درود شریف اور استغفار پڑھتے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"آج تم لوگوں نے توبہ کی ہے اگر سچے دل سے کی ہے تو سارے گناہ معاف ہو گئے اب اس وقت سے پھر نیا حساب کتاب شروع ہو گا فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال نامے سب چاک کر دیویں اور تم نے اب ایک نیا جنم لیا ہے یاد رکھو، جیسے ایک آقا نے اپنے غلام کے بہت سے گناہ معاف کر دیئے ہوں اور اسے تاکید ہو کہ اب کروگے تو سخت سزا ہو گی۔ پھر اگر وہ کوئی قصور کرے تو پھر اُسے سخت غصہ آتا ہے۔ ایسا ہی حال خدا کا ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی باز نہ آیا تو اس کا غضب بھڑکے گا جیسے وہ ستار ہے ویسا ہی وہ منتقم اور غیور بھی ہے۔

قرآن کریم کو بہت پڑھو، نمازوں کو ادا کرو، عورتوں کو سمجھاؤ، بچوں کو نصیحت کرو، کوئی عمل اور بدعت ایسی نہ کرو جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو اگر ایسا کروگے تو خدا تعالیٰ تم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق کرکے دکھلادے گا۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 14)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

" وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ھود:4) یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔ قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے۔ اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔ غفر ڈھانپنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ استغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کرکے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اُن پر غالب آوے۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں۔ ایک سمّی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمّی قوت غالب آجاتی ہے۔ لیکن جب اپنے تئیں ذلیل وحقیر سمجھتا ہے۔ اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کی روح گدازہ ہو کہ بہہ نکلتی ہے۔ اور یہی استغفار کے معنی ہیں۔ یعنی یہ کہ اُس قوت کو پا کر زہریلے مواد پر غالب آجاوے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 67-68۔ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ اُس سے اُس کی مدد کے طالب ہو، اُس سے دعائیں کرو کہ وہ تمہارے دلوں کے زنگ دھو کر خالص بندہ بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے وعدے کے مطابق مدد فرماتا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص آج ایک راستہ اختیار کرتا ہے، کل دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے، استغفار میں مستقل مزاجی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ استغفار نہیں ہے۔

پس حقیقی استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُن جذبات وخیالات سے بچنے کی دعا مانگی جائے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں روک ہیں اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا، یہ جذبات دبانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو پھر تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ کی حالت پیدا ہو گی۔ وہ حالت پیدا ہو گی جب انسان پھر مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جب یہ حالت ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دہرالینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُاللّٰہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ جب انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تو پھر انسان کے لئے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے دینی اور دنیاوی فائدے ملتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے فائدے اسی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد انسان بنتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2012 ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡